Gmail by Google

Darul ifta Darul uloom <daruliftadarululoom@gmail.com>

# MAAZOOR KA TWAF

**ziauddin qasmi** <ziauddinqasmi@gmail.com>
To: Darul ifta Darul uloom <daruliftadarululoom@gmail.com>

10 October 2013 20:37

MAZOOR KA TWAF.inp
11K

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعدہ دریافت طلب مسئلہ یہ کہ ایک شخص ریاح کا مریض ہے جسکی وجہ سے اس کے لیے طواف کا ایک چکر بھی پورا کرنا مشکل ہورہا ہے۔ایک شوط پورا ہونے سے پہلے ہی اسکا وضوٹوٹ جاتا ہے۔اور اگر کسی طرح ایک شوط پورا کر بھی لیا تو دوسرے شوط میں وضوٹوٹ جانا یقینی ہے۔لیکن یہ شخص اپنی نماز خروج ریاح سے پہلے پہلے پوری کرلیتا ہے یعنی نماز کے حق میں وہ معذور شرعی کے دائرے میں نہیں آتا تو آپ سے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا اس کو طواف کے حق میں معذور شرعی قرار دیا جائیگا؟ اور وہ اپنا طواف حدث ریاح لاحق ہونے کے بعد بھی جاری رکھے۔اس پر بے وضو طواف کرنے سے دم لازم نہیں آئیگا؟

بینوا افتوجروا محمد ضیاء الدین القاسمی عفی عنہ

الہ آباد اترپردیش انڈیا

دار الافتاء
فتوی نمبر



0064

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## الجواب بعون ملہم الصواب

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ نے معذور شرعی بننے کے لئے نماز ہی کو معیار بنایا ہے، طواف کے واسطے الگ کوئی معیار بیان نہیں فرمایا، اس لئے اس عموم کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخص نماز کے حق میں معذورِ شرعی نہ ہو وہ طواف کے حق میں بھی معذور نہ ہو اور اس صورت میں اس پر لازم ہے کہ طواف اس وقفہ میں کریں جس میں وہ اس عذر سے پاک رہتا ہے۔ لھٰذا جس وقت ریح خارج نہ ہونے کا وقفہ ہو اس وقت وضو کرکے طواف شروع کرے پھر اگر دوران طواف ریح خارج ہو جائے تو طواف کو چھوڑ کر دوبارہ وضو کرے اور وضو کرکے پھر وہاں سے طواف شروع کردے جہاں سے طواف کو چھوڑا ہے، اس طرح بھی اگر شخص مذکور اپنا باقی ماندہ چکروں کو پورا کر سکتا ہو تو اس پر لازم ہے کہ اسی طرح کئی دفعہ وضو کرکے اپنا طواف پورا کرے۔

لیکن اگر پاکی کا وقفہ و دورانیہ بہت کم ہونے کی وجہ سے دوبارہ وضو کرکے طواف مکمل کرنے میں دقت پیش آئے تو پاکی کا وقفہ و دورانیہ بڑھانے کے لئے ہر جائز تدابیر اختیار کرکے مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اپنا طواف کرے۔ مثلاً اگر کسی کو قطرے، ہرنیا یا ریاح کی بیماری ہو لیکن شرعاً معذور کے حکم میں داخل نہ ہو تو اگر لنگوٹ کس کر باندھنے، یا خاص مقام پر روئی یا کاٹن رکھکر لنگوٹ کو کس کے باندھ لینے سے قطرے یا ریاح رک جاتی ہوں اور اس طرح حالتِ پاکی میں طواف کرنا ممکن ہو تو وہ اس تدبیر کو اختیار کر سکتا ہے، ریاح کی بیماری میں اس تدبیر کا کارآمد ہونا بہت سے لوگوں کا مجرب ہے۔

فی فتح القدیر: 184/1

ومتى قدر المعذور على رد السيلان برباط أو حشو أو كان لو جلس لا يسيل ولو قام سال وجب رده

وفی البحرالرائق: 216/1

" ومتى قدر المعذور علي رد السيلان برباط أوحشو أوكان لو جلس لا يسيل ولو قام سال وجب رده وخرج برده عن أن يكون صاحب عذر بخلاف الحائض إذا منعت الدرور فإنها حائض واختلفوا في المستحاضة إذا احتشت قيل كصاحب العذر وقيل كالحائض كذا في السراج ويجب أن يصلي جالسا بإيماء إن سال بالميلان لأن ترك السجود أهون من الصلاة مع الحدث"

وفی الشامية: (307/1) تحت قول الدر"يجب ردعذره أوتقليله بقدرقدرته ولوبصلاته موميا"

"(قوله أو تقليله) أي إن لم يمكنه رده بالكلية (قوله ولو بصلاته مومئا) أي كما إذا سال عند السجود ولم يسل بدونه فيومیء قائما أو قاعدا "

تاہم ان تمام تدابیر کو اختیار کر لینے کے باوجود بھی اگر سوال میں ذکر کردہ شخص کے لئے واقعتاً حالت پاکی میں طواف کرنا ممکن نہ ہو اور شرعی قاعدہ کی رو سے وہ نماز کے حق میں معذور بھی نہ ہو تو ایسی مجبوری میں اس معذور کے لئے اسی حالت میں فرض و واجب طواف کر لینے اور اسکی وجہ سے اس پر کوئی دم واجب نہ ہونے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے (تاہم یہ شخص ایسی حالت میں نفلی طواف سے گریز کرے)؛ کیونکہ احناف کے مفتی بہ قول کے مطابق طواف کے

واسطے طہارۃ واجب ہے شرط نہیں اور فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریح کے مطابق اگر واجبات حج میں سے کوئی واجب کسی قدرتی عذر سے ترک ہو جائے تو اس پر کوئی جزا واجب نہیں، چونکہ سوال میں ذکر کردہ شخص اس واجب کی ادائیگی سے قدرتی عذر کی بناپر قاصر ہے لھٰذا اس ضابطہ کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر بھی دم واجب نہ ہو۔

زبدۃ المناسک صفحہ نمبر ۳۴۵ میں اس سلسلے میں ضابطہ یوں درج ہے:

"ضابطہ: اور جو واجبات حج یا عمرہ میں سے کسی کا ترک عذر سے ہو تو کچھ جزا لازم نہیں ہوتی لیکن اس سے یہ مراد ہے کہ جو عذر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور جو عذر مخلوق کی طرف سے ہو تو یہ عذر معتبر نہیں"

عمدۃ الفقہ کتاب الحج صفحہ ۱۷۰ میں ہے:

"واجبات طواف۔ یعنی وہ افعال جن کی ادائیگی کے بغیر طواف ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ سات ہیں۔۔۔۔۔ حدثِ اکبر وحدثِ اصغر سے پاک ہونا۔۔۔۔ طواف میں ستر عورت ہونا۔۔۔۔ جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اسکو پیدل چلکر طواف کرنا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر کسی عذر کے بغیر ایسا کیا تو جب تک وہ مکہ مکرمہ میں ہے اس پر اس طواف کا اعادہ واجب ہے، اگر اعادہ نہیں کیا یہاں تک کہ اپنے وطن واپس آگیا تو ہمارے نزدیک ترکِ واجب کی وجہ سے اس پر دم واجب ہوگا اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا جیسا کہ تمام واجبات میں یہی حکم ہے"

فی مناسك ملا علی القاری:ص 152

الافعال التي يصح الطواف بدونها وينجبر بالدم لتركها ووهی سبعة:الأول الطهارة عن الحدث الاكبر والاصغر(الی قوله)الثالث أی من الواجبات ستر العورة............الرابع أی من الواجبات المشي فيه للقاد............فلو طاف أي فی طواف يجب المشي فيه راكبا أو محمولا أو زحفا......... بلا عذر فعليه الإعادة أي ما دام بمكة أو الدم أي لتركه الواجب ، وإن كان أي تركه بعذر لا شيء عليه كما فی سائر الواجبات.

و فی فتح القدير 2/ 495

ومن طاف راكبا أو محمولا أو سعى بين الصفا والمروة كذلك إن كان بعذر جاز ولا شيء عليه وإن كان بغير عذر فما دام بمكة يعيد فإن رجع إلى أهله بلا إعادة فعليه دم لأن المشي واجب عندنا وعلى هذا نص المشايخ وهو كلام محمد .

وفی كتاب الحج من البحر الرائق شرح كنز الدقائق 1/ 113

قال في اللباب واجبات الطواف سبعة الأول الطهارة عن الحدث الأكبر والأصغر الثاني قيل الطهارة عن النجاسة الحقيقية والأكثر على أنه سنة ، وقيل قدر ما يستر عورته من الثوب واجب أي طهارته فلو طاف وعليه قدر ما يواري العورة طاهر والباقي نجس جاز وإلا فهو بمنزلة العريان . الثالث ستر العورة فلوطاف مكشوفها وجب الدم والمانع كشف ربع العضو فما زاد كما في الصلاة وإن انكشف أقل من الربع لا يمنع ويجمع المتفرق الرابع المشي فيه للقادر فلو طاف راكبا أو محمولا أو زاحفا بلا عذر فعليه الإعادة أو الدم ، وإن كان بعذر لا شيء عليه

وفی غنية الناسك:ص 112

"أما ترك الواجبات بعذر فلا شيئ عليه ثم مدارهم بالعذرما يكون من الله تعالى فلوكان من العبادفليس بعذر(الىقوله)وبهذاظهروجه قولهم ولوند به بعيره فأخرجه من العرفة قبل الغروب لزمه دم وكذا لو ند بعيره فتبعه لأخذه لأن العذر فيه من قبل المخلوق فلا يسقط به الدم "

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔والله اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۵صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۹دسمبر ۲۰۱۳ء

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۱۷-۲-۳۵ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف عفا اللہ عنہ
۱۷/۲/۳۵ھ

دار الافتاء